بسم اللہ الرحمن الرحیم

اردو ترجمہ

مدارج النبوت

تصنیف

حضرت علامہ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور

اُردو ترجمہ

مدارج النبوّت

جلد دوم

○

تصنیف

حضرت علّامہ شیخ محمّد عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و ترتیب

الحاج مُفتی غلام معینُ الدّین نعیمی

○

ضیاءُ القُرآن پبلی کیشنز ○ لاہور

نام کتاب	مدارج النبوۃ (جلد دوم)
مصنف	حضرت علامہ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ وترتیب	الحاج مفتی غلام معین الدین نعیمی
کمپوزنگ	الفاروق کمپیوٹرز، لاہور
تاریخ اشاعت	دسمبر 1998ء
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
طابع	اوریلیاپرنٹرز، لاہور

ملنے کا پتہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتادربار روڈ، لاہور۔ فون:۔ 7221953

9۔الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور۔ فون:۔7247350-7225085

نے ساتھ لے لیا۔ اور راہ میں جائے پناہ کے مقام تک کبھی آگے چلتے اور کبھی پیچھے چلتے تھے۔ منقول ہے کہ راہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پائے اقدس مجروح ہو گیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کاندھوں پر اٹھا لیا اور غار ثور کے دہانہ تک لائے۔ غار ثور میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ پہلے داخل ہوئے تاکہ کوئی آفت اور تکلیف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پہنچے کیونکہ حشرات الارض اس غار میں رہا کرتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے احتیاط کے ساتھ اپنی قیمتی چادر مبارک پھاڑ کر غار کے تمام سوراخوں کو بند کیا غار میں اندھیرا تھا۔ صرف ایک سوراخ رہ گیا اور چادر کا کپڑا ختم ہو گیا۔ تو انہوں نے اپنے پاؤں کی ایڑی مضبوطی سے لگا دی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے آئے اور اپنا سر مبارک حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زانو پر رکھ کر آرام فرما ہو گئے۔ سانپ اور بچھوؤں نے حضرت ابو بکر صدیق کے پاؤں کو ڈسنا شروع کر دیا لیکن انہوں نے نہ صرف اف کی اور نہ جنبش کی مبادا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار نہ ہو جائیں اور نیند میں خلل واقع نہ ہو جائے۔ مگر شدت تکلیف سے آنکھوں سے آنسو نکل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر گرے۔ جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یَا اَبَا بَکْرٍ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔" اے ابو بکر رضی اللہ عنہ غم نہ کرو بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے سکینہ نازل فرمایا اور ان کے دل میں آرام و قرار پیدا ہوا اور پھر سانپ اور بچھوؤں نے کچھ نقصان نہ پہنچایا۔ حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "غار میں جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے اقدس کی طرف دیکھا کہ اس سے خون بہہ رہا ہے تو مجھے رونا آ گیا کیونکہ میں جانتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی محنت و مشقت کی عادت نہیں ہے۔

اہلِ معرفت فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا کہ فرعون ہمارے قریب پہنچ گیا ہے اور ہمیں پکڑنے والا ہے تو انہوں نے فرمایا "کَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ" ہرگز نہیں وہ قابو پا سکتا بلاشبہ میرے ساتھ میرا رب ہے جو میری رہنمائی کرے گا۔ اور جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قریش کی حالت کی شکایت کی تو سید عالم ﷺ نے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (تم غم نہ کرو بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے) لہٰذا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظر پہلے اپنی ذات پر پڑی اس کے بعد حق تعالیٰ کی ربوبیت کا مشاہدہ کیا اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مشاہدہ اس مقولہ کے موافق ہے کہ: "مَا رَأَیْتُ شَیْئًا اِلَّا رَأَیْتُ اللّٰہَ بَعْدَہٗ" میں نے کسی چیز کو نہیں دیکھا مگر یہ کہ اس کے بعد اللہ کو میں نے دیکھا، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی نظر مبارک الوہیت پر واقع ہوئی اس کے بعد اپنی ذات کا ملاحظہ کیا۔ یہ ارشاد اس قول کے موافق ہے کہ: "مَا رَأَیْتُ شَیْئًا اِلَّا رَأَیْتُ اللّٰہَ قَبْلَہٗ" میری نظر کسی چیز پر نہ پڑی مگر یہ کہ اس سے پہلے اللہ کو دیکھا۔ یہ مشاہدہ اتم و اکمل ہے۔

مواہب لدنیہ میں بعض عرفاء سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس قول پر غور و فکر کرو جو انہوں نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ: "اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ" میرے ساتھ میرا رب ہے۔ اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول پر نظر کرو جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ: "اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔" (بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے) لہٰذا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب کی معیت کے مشاہدے کو اپنے ساتھ مخصوص فرمایا اور اپنے متبعین کو اس کے ساتھ شامل نہ کیا۔ مگر ہمارے نبی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشاہدہ نور باری تعالیٰ میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی شامل فرمایا۔ اور اپنے نور کے ساتھ ان کی مدد فرمائی۔ لہٰذا ان کو بھی معیت رب کا مشاہدہ کرایا۔ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے باطن میں اسے سرایت فرمایا جس سے ان پر سکینہ نازل ہوا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، تجلی ربانی اور اس کے مشاہدہ میں اپنے حال پر قائم و ثابت نہ رہتے۔

نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ میں رب تعالیٰ کی معیت کے مشاہدہ میں بھی بڑا فرق ہے۔ انتھی (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مشاہدہ صرف اپنی ذات میں ہی ہے اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مشاہدہ نہ صرف یہ کہ اپنی ذات اقدس میں ہے بلکہ دوسرے بھی اس میں شامل ہیں۔ وللہ الحمد)

بندۂ مسکین یعنی صاحب مدارج النبوۃ علیہ الرحمتہ نور اللہ قلبۂ بنور الصدق والیقین فرماتے ہیں کہ یہی صورت حال، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دیدار باری تعالیٰ کے سوال میں ہے کہ انہوں نے اِفراد کے ساتھ اپنے لئے ہی دعاء مانگی۔ اور مناجات کی کہ "اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ" (دکھا مجھ کو کہ میں تیری طرف نظر کروں) لیکن ہمارے نبی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مناجات میں اس طرح دعا فرماتے ہیں کہ "اَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ کَمَا ھِیَ" (اے رب ہمیں اشیاء کی حقیقتوں کو جیسی کہ وہ ہیں دکھا) یعنی دعاء میں صیغہ جمع کا استعمال فرماتے ہیں تاکہ آپ کے متبعین بھی اس میں شامل ہو جائیں۔ نیز بات کو پردہ میں رکھ کر مناجات کی کہ حقائق اشیاء کی رؤیت کی دعا کی اور اس طرح نہ فرمایا کہ "اَرِنِیْ ذَاتَکَ" (مجھے اپنی ذات کا دیدار کرا) یہ کمال ادب و معرفت کی رعایت ہے۔ کیونکہ حقیقت الحقائق حق تعالیٰ ہے۔ یہ بھی کمال معرفت اور ادراک حقیقت ہے۔ (فافہم واللہ اعلم)

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غار ثور میں داخل ہوگئے تو حق تعالیٰ نے ببول کا ایک درخت غار ثور کے دہانہ پر لگا دیا اور ایک وحشی کبوتر کے جوڑے کو بھیجا کہ وہ اپنا آشیانہ اس درخت پر بنائے اور اسی رات اس نے انڈے دے دیئے۔ اور مکڑی کو حکم فرمایا کہ وہ اپنا جالا تنے۔ مواہب لدنیہ میں بسند بزار منقول ہے کہ حرم مکہ کے کبوتر اسی جوڑے کی نسل سے ہیں کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے برکت سے یہ قیامت تک شکار اور ہلاک ہونے سے محفوظ رہیں گے۔

ابو نعیم "حلیہ" میں روایت کرتے ہیں کہ مکڑی نے حضرت داؤد علیہ السلام کیلئے پہلی مرتبہ اس وقت جالا تنا تھا جبکہ ان کو جالوت نے طلب کیا تھا۔ اور دوسری مرتبہ ہمارے نبی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے غار ثور میں جالا تنا ہے۔

بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کافروں نے ہمارا کھوج نکال لیا تھا اور غار ثور پر آ کھڑے ہوئے تھے اگر ان میں سے کوئی جھک کر اپنے پاؤں کی جانب دیکھتا تو وہ ہمیں دیکھ لیتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ ان دو شخصوں کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے جن میں تیسرا خدا ہے۔ اس سے مراد، اپنی ذات مبارک اور حضرت ابو بکر ہیں۔ اس کے بعد کافر لوٹ گئے اور کہنے لگے اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس غار میں داخل ہوتے تو کبوتر کا انڈا ٹوٹ جاتا اور مکڑی کا جالا درہم برہم ہو جاتا۔ اور یہ درخت تو اس جگہ ان کی مدت عمر سے پہلے کا اگا ہوا ہے اور ایک روایت میں "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد سے پہلے" مروی ہے۔ باوجودیکہ سب کفار اس پر یقین رکھتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی غار میں ہیں۔ اور ان کھوجیوں نے جن کو تفحص و تلاش کیلئے مقرر کیا تھا انہوں نے نشانہائے قدم دیکھ کر بتا دیا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس جگہ سے گزرے ہیں اور وہ اسی جگہ ہیں۔ یہ معجزہ تحفظ و صیانت میں اعظم و اشد اور اقوی معجزات میں سے ہے۔ کیا خوب کہا ہے ؎

وِقَایَتُہُ اللّٰہِ اَغْنَتْ مِنْ مُضَاعَفَۃٍ — مِنَ الدُّرُوْعِ وَعَنْ عَالٍ مِنَ الْاُطُمِ

تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا لشکر، بادشاہوں کے لشکر کے برخلاف ہے جو کمزور و ناتواں چیزیں ہیں جیسے مچھر اور مکڑی وغیرہ ان کے ذریعہ وہ فتح و نصرت دیتا ہے۔ اور معجزے درحقیقت، کفار کی ہمتوں اور ان کے ارادوں کو پھیرنا اور انہیں اندھا بنانا ہے کیونکہ جستجو و تلاش سے انہیں یقین ہو گیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ موجود ہیں۔ اس کے باوجود وہ ظن و احتمال میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ غار ثور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقامت تین راتیں رہی اور بعضوں نے بارہ راتیں کہا ہے۔ اس وہم و شبہ کی وجہ یہ ہے کہ یہ

جوارِ بابِ سیر کہتے ہیں کہ شب دوشنبہ کو غار میں داخل ہوئے اور پنج شنبہ کو وہاں سے نکلے اگر یہ پنج شنبہ اسی دوشنبہ کے بعد کا ہے تو تین شبانہ روز ہوتے ہیں اور اگر یہ پنج شنبہ دوسرے ہفتہ کا ہے تو بارہ اور تیرہ روز بنتے ہیں (واللہ اعلم) اور صحیح، تین شبانہ روز مشہور ہے۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما ان کے حالات جو دیکھتے اور سنتے وہ سب رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دیتے تھے۔ اور عامر بن فہیرہ (بضم فاو فتح ہاو سکون یاء) جو کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام تھے اس جگہ بکریاں چرانے لاتے اور روزانہ رات کو دودھ دے جاتے اور اسی دودھ سے رات کا کھانا ہوتا تھا۔ راقم السطور کا خیال ہے کہ اس غار کا دہانہ اس طرح واقع ہے کہ اس میں داخل ہونا یا کسی چیز کا اندر پہنچانا ممکن و آسان ہے جیسا کہ مشاہدہ میں آتا ہے لیکن وہاں سے نکلنا آسان نہیں ہے۔ چونکہ وہاں مکڑی نے جالا تن رکھا تھا اور کبوتر نے انڈے دے رکھے تھے اور درخت نے آڑ کر رکھی تھی۔ للذا ان راتوں میں وضو اور استنجے کیلئے نکلنے کی کیا صورت ہوگی یا تو احتیاج کی بناء پر ان کا وقوع نہیں ہوا ہوگا۔ یا خروج بطریق معجزہ ہوگا۔

اس وقت غار ثور کا دہانہ کچھ کشادہ ہے کہ اس سے بآسانی باہر نکلتے ہیں ممکن ہے کہ لوگوں کی آسانی کے لئے بعد میں کشادہ کر دیا گیا ہو۔ یا جیسا کہ تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکلنے کے وقت جبرئیل علیہ السلام نے پر مار کر اس کا دہانہ کشادہ کر دیا تھا۔ لیکن اس روایت کے بارے میں اربابِ حدیث اور شراح حدیث میں کسی کو ایسا نہیں پایا جس نے اس میں جرح کی ہو۔ اور یہ مصنف (اور مترجم) جب اس غار شریف کی زیارت سے مشرف ہوا تو ہم میں سے ایک شخص موٹا فربہ تنومند جس کا سینہ چوڑا تھا اس سے کہا گیا کہ پہلے تم داخل ہو تو وہ بسم اللہ کہہ کر درود پڑھتا ہوا بے تکلف اور بے تحاشہ داخل ہو گیا۔ اس وقت اس فقیر کی بے اختیار بلند آواز سے چیخ نکل گئی اللہ، اللہ، سبحان اللہ، ایک وقت وہ تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آیات کبریٰ دکھانے کیلئے عرش اعلیٰ پر لیجایا گیا اور ایک روز ایسا بھی آیا کہ کفار کے خوف سے حشرات الارض کی مانند غار میں داخل کیا گیا۔ معاً اسی وقت یہ خیال پیدا ہوا کہ شہود میں کوئی فرق و تفاوت نہیں ہے وہاں بھی شہود تھا جب عرش اعلیٰ پر لیجایا گیا یہاں بھی بغیر فرق و امتیاز کے شہود تھا۔ اگر کچھ فرق تھا تو کشف صفات میں تھا شہود ذات ایک ہی ہے۔ بیت ۔

گہے برطارم اعلیٰ نشینم
دے بر پشتِ پائے خود نہ بنیم

(واللہ اعلم) رات کو اسی غار میں شب باشی کی گئی۔ اور کچھ دنوں بعد ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مقام کی زیارت کی غرض سے صبح سے شام تک دعا اور درود و سلام میں گزاری (وللہ الحمد)

غارِ ثور سے مدینہ منورہ کی طرف کوچ فرمانا۔ وصل:۔ جب غار ثور میں تین راتیں گزر گئیں تو تیسری رات کی صبح کے وقت عبداللہ بن اریقط جسے راہبری کے طور پر اجرت میں لیا تھا۔ دونوں اونٹوں کو لے کر غار کے قریب آگیا۔ اور اس نے دونوں اونٹ پیش کئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ بھی آگئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس اونٹ پر جس کا نام جدعا (یا قصواء) تھا سوار ہوئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنا ردیف بنایا۔ اور دوسرے اونٹ پر عبداللہ اور عامر سوار ہو گئے۔ اور ساحلی راستہ اختیار کیا۔ یعنی سمندر کے کنارے کنارے سفر شروع کر دیا۔ اس دن اور پھر تمام رات برابر چلتے رہے۔

دوسرے دن جب آفتاب کی تمازت بڑھی اور دھوپ میں گرمی پیدا ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیق نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قیلولہ یعنی آرام کرنے کیلئے سایہ دار جگہ تلاش شروع کر دی۔ انہوں نے ایک پتھر دیکھا جو سایہ دار تھا اور ہموار جگہ تھی صاف کر کے اپنے ساتھ کی پوستین یعنی چمڑے کا بستر بچھا دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر تکیہ لگا کر آرام فرمایا۔ اور سو گئے اس بیابان میں ایک جوان بکریاں چرا رہا تھا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سے دودھ طلب کیا اس نے ایک پیالہ میں دودھ دوہ کر اس میں پانی ملا کر دیا